خواجہ محمود حسین مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء مقام علی گڈھ

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

ایک بیوہ کی مناجات
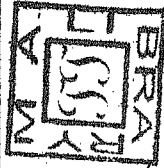
مصنفہٴ جناب مولوی الطاف حسین متخلص حالی

سنہ ۱۸۹۶ء

باجازت مصنف ممدوح

محمڈن پریس علیگڈھ میں چھپی

ایک بیوہ کی مناجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے سب سے اوّل اور آخر | جہان تہان حاضر اور ناظر
اے سب داناؤن سے دانا | سارے تواناؤن سے توانا
اے بالا ہر بالاتر سے | چاند سے سورج سے امبر سے
اے سمجھے بوجھے بن سوجھے | جانے پہچانے بن بوجھے
سب سے انوکھے سب سے نرالے | آنکھ سے اوجھل دل کے اُجالے
اے اندھون کی آنکھ کے تارے | اے لنگڑے لولون کے سہارے
ناتیون سے چھوٹون کے ناتی | ساتھیون سے بچھڑون کے ساتھی

ناؤ جہان کی کھینے والے
دُکھ مین تسلّی دینے والے

جب اب تب تجھسا نہین کوئی
تجھسے ہین سب تجھسا نہین کوئی

جوت ہے تیری جل اور تھل مین
باس ہے تیری پھول اور پھل مین

ہر دل مین ہے تیرا بسیرا
تو پاس اور گھر دور ہے تیرا

راہ تری دشوار اور سکڑی
نام ترا رہگیر کی لکڑی

تو ہے ٹھکانا مسکینون کا
تو ہے سہارا غمگینون کا

تو ہے اکیلون کا رکھوالا
تو ہے اندھیرے گھر کا اُجالا

لاگو اُچھے اور بُرے کا
خواہان کھوٹے اور کھرے کا

بید ترا ہے بیمارون کا
گاہک مندے بازارون کا

سُوچ مین دل بہلانے والا
بپتا مین یاد آنے والا

اے بے وارث گھرونکے وارث
بے بازو بے پرونکے وارث

بے آسون کی آس ہے تو ہی
جاگتے سوتے پاس ہے تو ہی

بس والے ہین یا بے بس ہین
تو نہین جنکا وہ بے کس ہین

ساتھی جنکا دھیان ہے تیرا
دُسرایت کی وہان نہین پروا

دل مین ہے جنکے تیری بڑائی
گنتے ہین وہ پربت کو رائی

بیکس کا غمخوار ہے تو ہی
بُری بنی کا یار ہے تو ہی

دُکھیا دکھی یتیم اور بیوہ
تیرے ہی ہاتھ ان سبکا ہی کھیوا

توہی ڈبوئے توہی ترائے
توہی یہ بیڑے پار لنگھائے

توہی مرض دے توہی دوا دے
توہی دوا دارون مین شفا دے

توہی پلائے زہر کے پیالے
توہی پھر امرت زہر مین ڈالے

توہی دلون مین آگ لگائے
توہی دلون کی آگ بجھائے

چمکارے چمکار کے مارے
مارے مار کے پھر چمکارے

پیار کا تیرے پوچھنا کیا ہے
مار مین بھی اک تیری مزا ہے

اے رحمت اور ہیبت والے
شفقت اور وباغت والے

اے اٹکل اور دھیان سے باہر
جان سے اور پہچان سے باہر

عقل سے کوئی پا نہین سکتا
بھید ترے حکمون مین ہین کیا کیا

ایک کو تو نے شاد کیا ہے
ایک کے دل کو داغ دیا ہے

اُس سے نہ تیرا پیار کچھ ایسا
اِس سے نہ تو بیزار کچھ ایسا

ہر دم تیری آن نئی ہے
جب دیکھا تب شان نئی ہے

یہان کچھوا ہے وہان پروا ہے
گھر گھر تیرا حکم نیا ہے

پھول کہین کملائے ہوئے ہین
اور کہین پھل آئے ہوئے ہین

کھیتی ایک کی ہے لہراتی
ایک کا ہر دم خون سکھاتی

ایک پڑے ہین دھن کو ڈبوئے
ایک ہین گھوڑے بیچ کے سوئے

ایک نے جب سے ہوش سنبھالا
رنج سے اوسکو پڑا نہ پالا

ایک نے اِس جنجال مین آکر
چین نہ دیکھا آنکھہ اُٹھاکر

مِنہ کہیں دولت کا ہے برستا
ہے کوئی پانی تک کو ترستا

ایک کو مرنے تک نہین دیتے
ایک اُکتا گیا سیتے لیتے

حال غرض دنیا کا یہی ہے
غم ہے پہلے اور بعد خوشی ہے

رنج کا ہے دنیا کے گِلا کیا
تحفہ یہی ہے دیکھے ہی یہان کا

یہان نہین بنتی رنج سہے بن
رنج نہین سب ایک سے لیکن

ایک سے یہان رنج ایک سے بالا
ایک سے ہے درد ایک نرالا

گھاؤ ہے گو ناسوُر کی صورت
پر اُسے کیا ناسور سے نسبت

تپ وہی دق کی شکل ہے لیکن
دق نہین رہتی جان لئے بن

دِق ہو وہ ناسور ہو کچھ ہو
دے نہ جواب امید کسی کو

روز کا غم کیونکر سہے کوئی
آس نہ جب باقی رہے کوئی

تو ہی کر انصاف اے میرے مولا
کون ہے جو بے آس ہی جیتا

گو کہ بہت بندے ہیں پُر ارمان
کم ہین مگر مایوس ہین جو یہان

خواہ دُکھی ہے خواہ سکھی ہے
جو ہے اِک امید اُسکو بندھی ہے

کھیتیان جنکی کھڑی ہین سوکھی
آس وہ باندھے بیٹھی ہین مِنہ کی

گھاٹا جنکی اساڑہی مین ہے
ساونی کی اُمید اُنہین ہے

ڈوب چُکی ہے جن کی اگیتی
دیتی ہے ڈہارس اُن کو پچھیتی

ایک ہے اس امید پہ جیتا
اب ہوئی بیٹی اب ہوا بیٹا

ایک کو جو اولاد ملی ہے
اُسکو اُمنگ اب شادیونکی ہے

رنج ہے یا قسمت مین خوشی ہے
کچھہ ہے مگر اک آس بندھی ہے

غم نہین اُن کو گو غمگین ہین
جو دل نا امید نہیں ہین

کال مین کچھہ سختی نہین ایسی
کال مین ہے جب آس ہین کی

سہل ہے موجوں سے چھٹکارا
جب کہ نظر آتا ہے کنارا

پر نہین اُٹھہ سکتی وہ مصیبت
آئیگی جس کے بعد نہ راحت

شاد ہو اُس رہگیر کا کیا دل
مر کے کٹیگی جس کی منزل

اُن اُجڑون کو کل پڑے کیونکر
گھر نہ بسیگا جنکا جنم بھر

اُن بچھڑون کا کیا ہے ٹھکانا
جنکو نہ ملنے دیگا زمانا

اب یہ بلا ٹلتی نہین ٹالی
سمجھہ ہے جو تقدیر نے ڈالی

آئین بہت دنیا مین بہارین
عیش کی گھر گھر پڑین پکارین

پڑے بہت باغون مین جھولے
ڈھاک بہت جنگل مین پھولے

گئین اور آئین چاندنی راتین
برسین کھلین بہت برساتین

پر نہ کھلی ہرگز نہ کھلیگی
وہ جو کلی مرجھائی ہے دل کی

آس ہی کا یہان نام ہے دنیا — جب نہ رہی یہ ہی تو رہا کیا

ایسے بدیسی کا نہین غم کچھ — جسکو نہو ملنے کی قسم کچھ

رونا اُن بن باسیون کا ہے — دیس نکالا جنکو ملا ہے

حکم سے تیرے پر نہین چارا — کڑوی میٹھی سب ہے گوارا

زور ہے کیا پتے کا ہوا پر — جا ہے جدہر لیجاے اُڑا کر

تنکا اک اور سات سمندر — جاے کہان موجون سے نکلکر

قسمت ہی مین جب تھی جدائی — پھر ٹلتی کس طرح یہ آئی

آج کی بگڑی ہو تو بنے بھی — ازل کی بگڑی خاک بنے گی

تو جو چاہے وہ نہین ٹلتا — بندے کا یہان بس نہین چلتا

مارے تو اور نہ دے تو رونے — تھپکے اور نہ دے تو سونے

ٹھیرے بن آتی ہے نہ بھاگے — تیری زبردستی کے آگے

تجھ سے کہین گر بھاگنا چاہین — بند ہین چارون کھونٹ کی راہین

تو مارے اور خواہ نوازے — پڑی ہون مین تیرے دروازے

تجھی کو اپنا جانتی ہون مین — تجھ سے نہین تو کس سے کہون مین

مان ہی سدا بچے کو مارے — اور بچہ مان مان ہی پکارے

اے مرے زور اور قدرت والے — حکمت اور حکومت والے

مین لونڈی تیری دکھیاری
دروازے کی تیری بھکاری

موت کی خواہان جان کی دشمن
جان پہ اپنی آپ اجیرن

اپنے پرائے کی دھتکاری
میکے اور سسرال پہ بھاری

سہکے بہت آزار چلی ہون
دنیا سے بیزار چلی ہون

دل پر جسکے داغ ہین جتنے
منہ مین بول نہین ہین اُتنے

دُکھ دل کا کچھ کہہ نہین سکتی
اسکے سوا کچھ کہہ نہین سکتی

بیاہ کے دم پائی تھی نہ لینے
لینے کے یہان پڑ گئے دینے

خوشی مین بھی سکھ پاس نہ آیا
غم کے سوا کچھ راس نہ آیا

ایک خوشی نے غم یہ دکھائے
ایک ہنسی نے گل یہ کھلائے

کیسا تھا یہ بیاہ نناوان
جو ہین پڑا اوس کا پرچھاوان

چین سے رہنے دیا نہ جی کو
کر دیا ملیا میٹ خوشی کو

رو نہین سکتی تنگ ہون یہانتک
اور روؤن تو روؤن کہانتک

ہنس ہنس کے دل بہلاؤن کیونکر
اوسون پیاس بجھاؤن کیونکر

ایک کا کچھ جینا نہین ہوتا
ایک نہ ہنستا بھلا نہ روتا

لیٹے اگر سونے کے بہانے
پائنتی کل ہے اور نہ سرہانے

جاگیے تو بھی بن نہین پڑتی
جاگنے کی آخر کوئی حد بھی

اب کل ہم کو پڑے گی مر کر
گور ہے سونی سیج سے بہتر

بات سے نفرت کام سے وحشت
آبادی جنگل کا نمونا
دن بھیانک اور رات ڈرانی
بہنین اور سہیلیاں سیری
مل نہ سکین جی کھول کے جن سے
جب آئین رو دہو کے گئین وہ
کوئی نہین دل کا بہلاوا
آٹھ پہر کا ہے یہ جلاپا
تھک گئی مین دکھ سہتے سہتے
آگ کھلی دل کی نہ کسی پر
دیکھ کے چپ جانا نہ کسی نے
دبی تھی بھوبل مین چنگاری
قوم مین وہ خوشیان بپا ہونگی
تہوارون کا آئے دن آنا
وہ چیت اور پھاگن کی ہوائین
وہ گرمی کی چاندنی راتین
کس سے کہون کس طور سے کاٹین

ٹوٹی آس اور بجھی طبیعت
دنیا سونی اور گھر سونا
یون گزری ساری یہ جوانی
ساتھ کی تھین جو کھیلیان میری
خوش نہ ہوئین ہنس بول کے جن سے
جب گئین بیکل ہو کے گئین وہ
آنہین چلتا میرا بلاوا
کاٹون گی کس طرح رنڈاپا
تھم گئے آنسو بہتے بہتے
گھل گئی جان اندر ہی اندر
جان کو پھونکا دل کی لگی نے
لی کسی نے خبر ہماری
شہر مین وہ دھومین سا ہونگی
اور سب تہوار منانا
وہ ساون بھادون کی گھٹائین
وہ ارمان بھری برساتین
خیر کٹین جس طور سے کاٹین

چاؤ کے اور خوشیوں کے ہیں سب
سج رہیں ہیں سامان خوشی کے
کھا اور پیا بدیسی
دن یہ جوانی کے کٹے ایسے
رُت گئی ساری سر ٹکراتے

آتے ہیں خوش کل جان کے جب
اور جلانے والے جی کے
آئیو برکھا کہین نہ ایسی
باغ مین پنچھی قید ہو جیسے
اُڑ نہ سکے پر ہوتے سانتے

کسی نے ہوگی کچھ کل پائی
آس بندہی لیکن نہ ملا کچھ
رہ گیا دیکر چاند دکھائی
رُت بدلی پر ہوئی نہ برکھا
پھل کی خاطر برچھی کھائی
ریت مین ذرے دیکھ چمکتے
چاروں کھونٹ نظر دوڑائی

مجھے تو شادی راس نہ آئی
پھول آیا اور پھل نہ لگا کچھ
چاند ہوا پر عید نہ آئی
بادل گرجا اور نہ برسا
پھل نہ ملا اور جان گنوائی
دوڑ پڑی مین جھیل سمجھ کے
پر پانی کی بوند نہ پائی

اے دین اور دنیا کے مالک
بے پر اور پر دار کے والی
پورب پچھم دکھن اُتر
پیاؤ لگی ہے سب کے لئے یہاں

راجا اور پرجا کے مالک
اے سارے سنسار کے والی
بخشش تیری عام ہے گھر
خواہ ہوں ہندو خواہ مسلمان

ہونہ اگر قسمت نے کمی کی | کی نہین بندی تو نے کسی کی
چیونٹا کیسا اچھا سمجھنگا | کچھوا اپنا لیک سیپ اور گھونگا
سارے پنچھی اور پکھیرو | مور پپیہا سارس بیرو
بھیڑ اور بکری شیر اور چیتے | تیرے کھلائے ہین سب جیتے
کھلا ہے سب پر در رحمت کا | برس رہا ہے مینہ نعمت کا
خاک سے تو نے بیج اگائے | پیڑ پودے پروان چڑھائے
سیپ کو بخشی تو نے دولت | اور بخشا مکھی کو امرت
لکڑی مین پھل تو نے لگائے | اور کوڑی پر پھول کھلائے
ہیرا بخشا کان کو تو نے | مشک دیا حیوان کو تو نے
جگنو کو بجلی کی چمک دی | ذرے کو کندن کی دمک دی
دین سے تیرے ای مرے مولیٰ | سب ہین نہال ادنیٰ و اعلیٰ
عام ہے سب پہ تیری رحمت | ہین محروم مگر بد قسمت
پیڑ ہوں چھوٹے یا کہ بڑے یہان | فیض ہوا کا سب پہ ہے یکسان
سیدھے ہیں یا ہین چلنے والے | پھلے ہین جو ہین پھلنے والے
جب اپنی ہی زمین ہو کلّر | پھر الزام نہین کچھ تجھ پر
سب کو ترے انعام تھے شامل | ہین ہی نہ کبھی انعام کے قابل
گر کچھ آیا بانٹ مین سیری | سب کچھ تھا سرکار مین تیری

تھی نہ ملی کچھ تیرے گھر مین — نون کو ترسی مین سانجھ مین
راجا کے گھر پلی ہون بہو کی — سدا برت کے چلی ہون جھوکی
پھیرون بیچتی ہون بیچی مین — آئی تھی کیون مین اس نگری مین
ہونے سے میرے فائدہ کیا تھا — کس لیئے پیدا مجھکو کیا تھا
ان کے آخر سینے لیا کیا — مجھکو بری قسمت نے دیا کیا
نین دیئے اور کچھ نہ دکھایا — دانت دیئے اور کچھ نہ چکھایا
چنڈری دی اور خوشی نہ بخشی — دل بخشا — دل لگی نہ بخشی
رہی اکیلی بھری سبھا مین — پیاسی رہی بھری گنگا مین
چین سے جاگی اور نہ سوئی — مین نہ ہنسی جی بھر کے نہ روئی
آ کے خوشی ہی چیز نہ پائی — جیسی آئی ویسی نہ آئی
کھایا تو کچھ مزہ نہ آیا — سوئی تو کچھ چین نہ پایا
بھول ہمیشہ آنکھ مین کھٹکے — اور پھل سدا گلے مین اٹکے
ہو نہ سکی کچھ دل سے عبادت — اور نہ جمی کامون پہ طبیعت
کام سنوارا کوئی نہ یہان کا — اور نہ کیا دھندا کوئی وہان کا
کام آیا یہان کوئی نہ میرے — اور نہ مین کام آئی کسی کے
قسمت نے جب سے منہ موڑا — آدمیون کا ہو گیا توڑا
باپ اور بھائی چچا بھتیجے — سب رکھتی ہون تیرے کرم سے

پر نہین باقی ایک بہی ایسا | جسکو ہو میری جان کی پروا
ناتیون مین شفقت نہین باقی | اپنون مین اپنایت نہین باقی
گہر ہے اک حیرت کا نمونہ | سو گہر والے اور گہر سونا
جس نے خدا کا خوف کیا کچہہ | آکے کبہی یہان پوچہہ لیا کچہہ
سو یہ خوشی کا دل کی سہتا سودا | زور کسی پر اب نہین اپنا
اسمین شکایت کیا ہے برائی | اپنی ہی قسمت کی ہے برائی
چین گر اپنی بانٹ مین آتا | کیون تو عورت ذات بناتا
کیون پڑتے ہم غیر کے پالے | کیون ہوتے اورون کے حوالے
آٹھہ پہر کیون دکھہ یہ اٹھاتے | جیتے ہی جی کیون ہم مرجاتے
دکھہ مین نہین یہان کوئی کسی کا | باپ نہ مان بہائی نہ بہتیجا
سچ یہ کسی سائین کی صدا تھی | سکھہ سمپت کا ہر کوئی ساتھی

—— ٭ ٭ ٭ ——

تیرے سوا اے رحم کے بانی | کون سنے یہ رام کہانی
ایک کہانی ہو تو کہون مین | ایک مصیبت ہو تو سہون مین
حال نہو دشمن کا ایسا | میرا نازک حال ہے جیسا
کوئی نہین لاگو اب میرا | باپ نہ بہائی ساس نہ سسرا
آنکہہ مین ایک اک کی ہون کہٹکتی | پر اپنے بس کچہہ نہین سکتی

ماں اور باپ عزیز اور پیارے سب کل ہین جیتے جی ہمارے

رو سکے پل بھر نہین سکتی نفس کے غلط غم کر نہین سکتی

روئیے تو سب رو اٹھین آکے رونے نہین دیتے جی بھر کے

ہنسئے تو ہنسنا عیب ہے ہم کو کیونکہ اٹھی کا ہے غم کو

گر سسرال مین جاتی ہون مین نحس قدم کہلاتی ہون مین

میکے مین جس وقت ہون آتی رو رو کر ہون سب کو رلاتی

جب سے یہ دن قسمت نے دکھائے تکتے ہین جو ہین اپنے پرائے

سب سے اسرا ہنسنا اور رونا بیٹھنا - اٹھنا - جاگنا - سونا

سوچ مین سب کے سما گیا ہے سب کے تکن پہ سب کی نظر ہے

آپ کو ہون ہر وقت مٹائی ہنستی اچھا مین ہون نہ کہاتی

جانتی ہون نازک ہے زمانا بات ہے اک یہان عیب لگانا

موتی کی سی آب ہے عزت جا کے نہین آتی پہر حرمت

مہندی سے مینے لگائی چھوڑی پٹی سے مینے جمائی چھوڑی

کپڑے میلون مین ہون بدلتی عطر نہین مین بھول کے ملتی

سرمہ نہین آنکھون مین لگاتی بال نہین ہون گوندھواتی

دو دو چاند نہین سر دہوتی آٹھوین آٹھ دن کنگھی نہین ہوتی

کان مین سپتے ہاتھ مین کنگن پہن چکی سب جب تھی سہاگن

پہنچیوں کا ارمان نہیں اب
چوڑیوں کا کچھ دھیان نہیں اب

اجڑ گئیں سب دل کی وہ رنگین
پیار سے ہے باقی نہ وہ سنگین

آپ کو یہانتک میں نے مٹایا
پر دنیا کو صبر نہ آیا

وہم نے ہے ایک ایک کو گھیرا
جب دیکھو تب ذکر ہے میرا

کھینچ چکا ہے میرا مقدر
داغ بدی کا میری جبین پر

ملجاؤں گر خاک میں بھی میں
بچ نہ سکوں طعنوں سے کبھی میں

سچ اگلے لوگوں نے کہا ہے
"بد اچھا بدنام برا ہے"

جینے سے گھبرا گئی ہوں میں
اس دم سے تنگ آ گئی ہوں میں

یوں نہ بری اس جان پہ بنتی
ماں مجھکو اے کاش نہ جنتی

رہتے ہم انجان بلا سے
دنیا مجھ سے میں دنیا سے

اے بے آسروں کے رکھویا
اے ڈوبتے بیڑوں کے کھویا

کیجیو میری کشتیبانی
آ پہنچا ہے ڈوباؤ پانی

اب تیری ہی ترائی تیری
ڈوبی ناؤ دہائی تیری

اے امبر کے چمکتے تارو
اے گھر کے در اور دیوارو

اے جانی پہچانی راتو
تنہائی کی ڈرانی راتو

اے نیک اور بد کے دربانو
دیکھتی آنکھو سنتے کانو

ایک دن اس گندی دنیا سے / جانا ہے مالک کے آگے
پوچھے ہیں وہاں سب ملنے والے / تم سب کے ہیں ملنے والے
جب وہاں پوچھو ہو میری تیری / تم سب دیکھو گواہی میری
میں نیکی کا دم نہیں بھرتی / پاکی کا دعوے نہیں کرتی
کیونکہ خدا اسے بچ سکتا ہے / جس نے کچا دودھ پیا ہے
خواہ ولی ہو خواہ نبی ہو / اس سے رہائی نہیں کسی کو
کیون اگر میں اپنی خطائیں / ہے یہ یقین گنتی میں نہ آئیں
پر یہ خدا سے ڈر کے میں کہتی / منہ پہ یہ آئے بن نہیں رہتی
خواہ بری تھی خواہ بھلی میں / بات سے اپنی نہیں ٹلی میں
پڑی تھی جب بے دید کے پالے / ہوئی تھی جس بیری کے حوالے
تاہم چھوٹی اس کے زنا کر / آن کو رکھا جان گنوا کر
ساتھ نہ قوم اور دیس کا چھوڑا / اور نہ خدا کے عہد کو توڑا
آئے اگر دنیا کو نہ باور / اب مجھے کچھ دنیا کا نہیں ڈر
ہے سب آنکھیان اور دیکھو والا / سب سے بڑا ہے جاننے والا

اے ایمان کے رکھنے والے / اے نیت کے پرکھنے والے
میں نہیں رکھتی کام کسی سے / چاہتی ہوں انصاف تجھی سے

نفس سے تھی دن رات لڑائی — دور تھی نیکی پاس بُرائی
جان تھی میری آن کی دشمن — آن تھی میری جان کی دشمن
آن سنبھالے جان تھی جاتی — جان بچائے آن تھی جاتی
ملنے کرنے تھے سات سمندر — حکم تھا ہان پانو نہ ہو تر
کونیلا چار دن گھونٹ تھا پیلا — حکم تھا پلّا نہو میلا
پیاس تھی لُو تھی ورتھی کہرسا — اور دریا سے گزرنا پیاسا
دھوپ کی تھی پالے پہ چڑھائی — آگ اور گندک کی تھی لڑائی
درد اپنا کس سے کہوں کیا تھا — آگے پہاڑ اک مجھ پہ گرا تھا
نفس سے ڈر تھا مجھ کو بدی کا — اسلیے ہر دم تھی یہ تمنا
مر جاؤن یا زندہ رہون مین — تجھسے مگر شرمندہ نہون مین
جہان بلا سے جائے تو جائے — پر کہین وہی بات نہ آئے
کی نہ کسی نے میری خوشی گو — مینے کیا ناخوش نہ کسی کو
بات کسی کی مین نے نہ ٹالی — اپنے ہی دم پہ سب کے بلا لی
جان نہ سمجھا جان کو اپنی — دیا نہ جانے آن کو اپنی
قول پہ اپنے جمی رہی مین — ہوئی نہ ڈانواں ڈول کبھی مین
دل تھاما آپے کو سنبھالا — سانس تک منہ سے نہ نکالا
اور نہ اگر مین کرتی ایسا — کیونکر کرتی اور کرتی کیسا

بن نہین آتی دیس سے بھاگے ‏ کچھہ نہین چلتی دیس کے آگے
کہہ گیی سچ اک راج کماری ‏ لاچاری پربت سے بھاری

اے اچھے اور بُرے کے بھیدی ‏ کھوٹے کے اور کھرے کے بھیدی
چھپی ڈھکی کے کھولنے والے ‏ بُری بھلی کے تولنے والے
بھید دلون کے جاننے والے ‏ پاپ اور پُن کے چھاننے والے
عیب اور گُن سب تجھپہ ہین روشن ‏ پاپ اور پن سب تجھپہ ہین روشن
عیب نہ اپنا تجھسے چھپانا ‏ ہے دائی سے پیٹ چھپانا
ہین نہین آخر پاک بدی سے ‏ بنی ہون پانی اور مٹی سے
تونے بنایا تھا مجھے جیسا ‏ چاہیے تھا ہونا مجھے ویسا
بس ہین جتنا تونے دیا ہے ‏ اُس سے سوا قدرت ہین کیا ہے
کان اور آنکھین ہاتھہ اور بازو ‏ جن جن پر تھا یہان مجھے قابو
سب کو بدی سے مینے بچایا ‏ سب کو خودی سے مینے ہٹایا
اُٹھتے بیٹھتے روکا سب کو ‏ سوتے جاگتے ٹوکا سب کو
ہاتھہ کو ہلنے دیا نہ بیجا ‏ پانو کو چلنے دیا نہ ٹیڑھا
آنکھہ کو اُٹھنے دیا نہ اتنا ‏ جس سے کہ پیدا ہو کوئی فتنا
کان کو رکھا دور بلا سے ‏ بُری آوازون کی ہوا سے

روک کے اور یون تھام کے آیا
سے مینے یہ کاٹا اپنا رنڈاپا

ایک نفس سنبھلا میرا سنبھالا
تھا بیتا سب جو اندر والا

حال کرون مین دل کا بیان کیا
حال ہے دل کا تجھسے نہان کیا

دہوپ تھی تیز اور ریت تھی تپتی
مچھلی تھی ایک اُسمین تڑپتی

جان نہ مچھلی کی تھی نکلتے
اور نہ سر سے دہوپ تھی ٹلتی

گو دم بھر اِس دل کی لگی نے
ٹھنڈا پانی دیا نہ پینے

تو ہے مگر اس بات کا دانا
سے مینے کہا دل کا نہین مانا

زور تھا میرا دل پہ جہانتک
سے مینے سنبھالا دل کو وہانتک

تھامنا دل کا کام تھا میرا
اور تھمانا کام تھا تیرا

پکڑے اگر تو دل کی خطا پر
مین راضی ہون تیری رضا پر

رکھہ تکلیف مین یا راحت مین
ڈال جہنم یا جنت مین

اَب نہ مجھے جنت کی تمنا
اور نہ خطرہ کچھہ دوزخ کا

آئیگی جنت راس کب اُسکو
جلنے مین جسکی عمر کٹی ہو

ڈر دوزخ کا پھر اُسے کیا ہے
جس نے رنڈاپا جھیل لیا ہے

پر تجھہ سے اِک عرض ہے میری
ردنہو گر درگاہ مین تیری

جو قسمت نے مجھکو دکھایا
خوش ناخوش سب مینے اُٹھایا

مجھہ ناچیز کی ہے کیا طاقت
جو مُنہ پر کچھہ لاؤن شکایت

عمر بہت سی کاٹ چکی ہون
یہ دن بھی کٹ جائینگے جون تون

اپنے لئے کچھہ کہہ نہین سکتی
پر یہ سکھ بن رہ نہین سکتی

مین ہی اکیلی نہین ہون دکھیا
پڑی سہے لاکھون پر یہی بپتا

بس کے بہت یہان اُجڑ گئے گھر
سینکڑے ہزارون بگڑ گئے گھر

جاین کروڑون اسی لپٹ مین
پڑے ہون بھیکین اسی مرگھٹ مین

بالیان ایک اک وقت کی لاکھون
بیاہیان ایک اک رات کی لاکھون

ہوگئین آخر اسی الم مین
کاٹ گئین عمرین اسی غم مین

سیکڑون بیچاری مظلومین
بھولین نادانین معصومین

بیاہ سے انجان اور منگنی سے
بیٹنے سے واقف اور نہ بنی سے

ماؤن سے جو مُنہ دھلواتی تھین
رُو رُو مانگ کے جو کھاتی تھین

تھپک تھپک تھے جنکو سُلاتے
گھڑک گھڑک تھے جنکو سُلاتے

جنکو نہ شادی کی تھی تمنا
اور نہ منگنی کا تھا تقاضا

جنکو نہ آپے کی تھی خبر کچھہ
اور نہ رنڈاپے کی تھی خبر کچھہ

بھلی سے واقف تھین نہ بُری سے
بدلے مطلب تھا نہ بری سے

رخصت چالے اور چوتھی کو
کھیل تماشا جانتی تھین جو

ہوش جنھین تھا رات نہ دن کا
گڑیون کا سا بیاہ تھا جنکا

دو دو دن رہ رہ کے سہاگن
جنم جنم کو ہوئین برہن

دولہا نے نہ جانا دلہن کو — دلہن نے پہچانا نہ سجن کو

دل نہ طبیعت شوق نہ چاہت — مفت لگالی بیاہ کی تہمت

شرط سے پہلے بازی ہاری — بیاہ ہوا اور رہین کواری

سیلانی جب باغ مین آئے — پھول ابھی تھے کھلنے نہ پائے

پھول کھلے جسوقت چمن مین — جا سوئے سیلانی بن مین

پیت نہ تھی جب پایا بیتم — جب ہوئی پیت گنوایا بیتم

ہوش سے پہلے ہوئی ہین بیوا — کب پہنچے گا پار یہ کھیوا

خیر سے بچپن کا ہے رنڈاپا — دور پڑا ہے ابھی بڑھاپا

عمر ہے منزل تک پہنچانی — کاٹنی ہے بھرپور جوانی

شام کے مردے کا ہے یہ رونا — ساری رات نہین اب سونا

آئی نہین دنیا مین الٰہی — ایسی کسی بستر پہ تباہی

آئین بلکتی گئین سسکتی — رہین ترستی اور پھڑکتی

کوئی نہین جو غور کرے اب — نبض پہ انکی ہاتھ دھرے اب

دکھ انکا آ لے اور بوجھے — روگ ان کا سمجھے اور بوجھے

چوٹ نہ جنکے دل پہ لگی ہو — وہ کیا جانین دل کی لگی کو

بے دردون سے پڑا ہے پالا — تو ہی اب ان کا ہے رکھوالا

اپنی بنی ہے پکھانی — اب یہ دھان ہے بن پانی

اے غمخوار ہر اک بے کس کے | حامی ہر عاجز بے بس کے
ہے اپنے عاجز بندون پر | پیار ترا مان باپ سے بڑھکر
جس نے لگی ہین تجھکو پکارا | سامنے تیرے کر ہاتھ پسارا
پھرا نہ خالی اس چوکھٹ سے | گیا نہ پیاسا اس پنگھٹ سے
کس کو زمانے نے ہے ستایا | تو نہین جسکے آڑے آیا
اُجڑے کھیڑے تو نے بسائے | ڈوبے بیڑے تو نے ترائے
مظلومون کی داد کو پہنچا | قیدیون کی فریاد کو پہنچا
بنجر ملک آباد کرائے | اور بردے آزاد کرائے
عام تری رحمت جب ٹھیری | دور ہے پہر رحمت سے تیری
داد ہر اک مظلوم کی دے تو | اور رانڈون کی خبر نہ لے تو
عورت ذات کا تنہا جینا | ھر دم خون جگر کا پینا
گھر بسنے کی آس نہ رہنی | ساری عمر جدائی سہنی
ہے وہ بلا جو سہی نہ جائے | بپتا ہے جو کہی نہ جائے
قدر اسکی یا تو پہچانے | یا جس پر گزری ہو وہ جانے

***
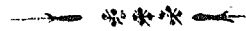
اے خاوند خداوندون کے | مالک خاوند اور بندون کے
واسطے اپنی خاوندی کا | صدقہ اپنی خداوندی کا

تو یہ کسی کو داغ نہ دیجو ۔ کسی کو بے وارث مت کیجو
کیجیو جو کچھ تیری خوشی ہو ۔ رانڈ مگر کیجو نہ کسی کو
مسند تکیہ عزت حرمت ۔ نوکر چاکر دولت حشمت
چاندی سونا نقدی غلّا ۔ گہنا پاتا ٹوم اور چھلّا
سائیں بن جو جیتے ہیں گھر میں ۔ خاک ہے سب عورت کی نظر میں
دل کی خوشی اک آس پہ تھی سب ۔ سو وہ ہزاروں کوس گئی اب
پھول کچھ اب کانٹوں سے نہیں کم ۔ جنت بھی ہو تو ہے جہنم
باغ نظر میں اسکی خزاں ہے ۔ آنکھ میں تاریک اسکی جہاں ہے
عیش ہے اسکے واسطے ماتم ۔ عید ہے اسکے حق میں محرم
جس دکھیا پر پڑے یہ بپتا ۔ کر اسے تو پیوند زمین کا
یا عورت کو پہلے بلا لے ۔ یا دونوں کو ساتھ اٹھا لے
یا یہ مٹا دیں ریت جہان کی ۔ جس سے گئی پرتیت یہان کی
جس سے ہوے دل سیکڑوں بسمل ۔ جس نے ہزاروں کئے ہیں گھائل
جس نے کلیجے آگ میں بھونے ۔ جس نے بہت گھر کر دیے سونے
خون دلوں کے کھو دیے جس نے ۔ شرم سے دیدے دھوئے جس نے
قوم کی جس پر آن ہی جاتی ۔ دیس کی جس پر جان ہے جاتی
جس نے کئے دل رحم سے خالی ۔ ریت ہے جو دنیا سے نرالی

قوم سے تو یہ ریت چھڑا دے — بندیوں کی بیڑی یہ تڑا دے
سہل اور مشکل تجھکو ہے یکسان — ہمکو ہے مشکل تجھکو ہے آسان
رنج اور دکھ سب قبضے مین ہین تیرے — چین اور سکھ قبضے مین ہین تیرے
ہلتے ہین پتے تیرے ہلائے — کھلتے ہین غنچے تیرے کھلائے
مٹھی مین ہین تیری ہوائین — قابو مین ہین تیری گھٹائین
تجھ سے ہے دریاؤن کی روانی — تیرے بہانے بہتے ہین پانی
جھیل سمندر پربت رائی — کہنے مین ہے سب تیری خدائی
ناتا رشتہ نسبت شادی — سوگ رنڈاپا قید آزادی
قوم کی رسمین دیس کی ریتین — کیا ہے وہ جو تیرے نہین بس مین
کام کوئی مشکل نہین تجھکو — ایک یہ کیا گر تیری خوشی ہو
سوت لگے تجھ سے نکلنے — ناؤ لگے ریتی مین چلنے

اے عزت اور عظمت والے — رحمت اور عدالت والے
دکھڑا تجھ سے یہ کہنا دل کا — اک بشریت کا ہے تقاضا
دل پہ ہے جب برچھی کوئی چلتی — آہ کلیجے سے ہے نکلتی
جب کوئی دکھ یاد آجاتا ہے — جی بے ساختہ بھر آتا ہے
ورنہ ہے اس دنیا مین بھرا کیا — خواب کا سا اک ہے یہ تماشا

دکھ سے ہی یہان کے گھبرانا کیا — سُکھ یہ ہے یہان کے اترانا کیا

عیش کی یہان ثبات ہے نہ غم کی — سب یہ نمایش ہے کوئی دم کی

آنی جانی چیز ہین خوشیان — چاہتی پھرتی چھاؤن ہین ارمان

منگنی بیاہ برات اور رخصت — میل ملاپ سہاگ اور سنگت

ہین دو دن کے سب بہلاوے — آگے چلکر ہین پچھتاوے

ریت کی سی دیوار ہے دنیا — اوچھے کا سا پیار ہے دنیا

بجلی جیسی چمک ہے اسکی — پل دو پل کی جھمک ہے اسکی

پانی کا سا ہے یہ پچھارا — جگنو کا سا ہے چمکارا

آج ہے یہان جنگل مین منگل — کل سُنسان پڑا ہے جنگل

آج ہے میلا ہر دم دُونا — اور کل گانو پڑا ہے سُونا

آج ہے رہنے کی تیاری — اور کل ہے چلنے کی باری

آج ہے پانا کل ہے کھونا — آج ہے ہنسنا کل ہے رُونا

کبھی ہے بادھا کبھی ہے گھاٹا — کبھی جُوار اور کبھی ہے بھاٹا

ہار کبھی اور جیت کبھی ہے — اِس نگری کی ریت یہی ہے

ساتھ سُہاگ اور سوگ ہے یہانکا — ناؤ کا سا سنجوگ ہے یہان کا

خوشی مین غم یہان ملا ہوا ہے — امرت مین بِس گُھلا ہوا ہے

سیر کو جو اِس باغ مین آئین — دیکھ کے پھل کو ہاتھ لگائین

یہان ہر پھل اندراین کا ہے
دیکھنے سے چکھنے مین برا ہے

عیش جنہون نے سدا اُڑائے
وہ بھی ہین آخر کو پچتائے

سہے ہین گر کر جھڑے ہین جو یہان
گھٹے ہین آخر پڑے ہے جو یہان

جو بیاہے وہ ہین پچھتاتے
بن بیاہے ہین بیاہ مناتے

اس پھل کا ہے یہی پرکھا
جو نہین چکھا وہی ہے میٹھا

خوش نہون خوشیون کے متوالے
ہین یہ نشے سب اُترنے والے

غم کی گھٹا آتی ہے گرجتی
گھڑی ہین یہان گھڑیال ہی بجتی

رنگھیرون کا بندھا ہے تانتا
ایک آتا ہے ایک ہے جاتا

جو آئے ہین اُنکو ہے جانا
جو گئے اُنکو پھر نہین آنا

خواہ ہو رانڈ اور خواہ سُہاگن
موت ہے سب کی جان کی دشمن

ایک ہے گو آج ایک سے بہتر
مر گئین جب دونو ہین برابر

اور کوئی گر انصاف سے دیکھے
مر کے اُسے نسبت نہین اس سے

عیش گئی وہ چھوڑ کے یہان کے
قید گئی یہ کاٹ کے یہان سے

اسکو پڑی کل اُسکی گئی کل
یہ گئی ہلکی وہ گئی بوجھل

اُسکا دل اس دنیا سے اُٹھانا
ہے ناخن سے گوشت چھٹانا

جان یہ آسان دیتی ہے ایسی
بو ہے نکلتی پھول سے جیسی

غم ہو غرض یا عیش ہو کچھ ہو
ہے ہین جانا چھوڑ کے سکھ

تیرے سوا یہان اے مرے مولا
پڑی تھی سونی جب یہ نگریا
پھر یہ نگریا اُجڑ کے ساری
تھا نہ کچھہ آ گے تیرے سوا یہان
یہان کوئی دن دکھہ پایا تو کیا
اَب نہ مجھے کچھہ رنج کی پروا
چاہتی ہون اک تیری محبت
گھونٹ اک ایسا مجھکو پلادے
آئے کسی کا دہیان نہ جی مین
فکر ہو اچھّی کی نہ برُے کی
کوئی جگہ اس دل مین نہ پائے
سینہ یہ تجھہ سے بھرا ہو سارا
دل نے بہت یہان مجھکو ستایا
خواب مین دیکھہ اِک سوانگ نرالا
نیند اور اپنا چین گنوایا
اُٹھہ نہین سکتے تجھسے اَب اِک دم
دلمین لگن بس اپنی لگادے

کوئی رہا ہے اور نہ رہے گا
تیری ہی تھی یہان کھڑی اٹریا
تیری ہی رہجاے گی اٹاری
اَور رہے گا کچھہ نہ سدا یہان
اور کوئی دم سُکھہ پایا تو کیا
اَور نہ آسایش کی تمنّا
اور نہین رکھتی کوئی حاجت
تیرے سوا جو سب کو بھلادے
کوئی رہے ارمان نہ جی مین
تیرے سوا دھُن ہو نہ کسی کی
یاد کوئی بھولے سے نہ آئے
میت سمائے اُسمین نہ پیارا
موت کا برسون مزا چکھایا
آگ مین جیتے جی مجھے ڈالا
آپ جلا اور مجھکو جلایا
یہ دنیا کے ناشدنی غم
سارے غم اپنے غم مین کھپا دکر

غیر کے رشتے توڑ دی سارے — دل کے پھپولے پھوڑ دی سارے

جب مجھے تنہا کیا ہے پیدا — تو مجھے بند ہوا کر نہ کسی کا

وہان سے اکیلی آئی ہون جیسی — ویسی ہی یہان سے جاؤن اکیلی

ساتھ کوئی غم لے کے نہ جاؤن — تیرے سوا کھو دون جیسے پاؤن

دل نہ بھر کے دنیا مین بھٹکتا — کوئی ہے کانٹا نہ کھٹکتا

جی سے نشان پیارونکا مٹا دون — پیار کے منہ کو آگ لگا دون

تو ہی ہو دل مین تو ہی زبان پر — مار کے جاؤن لات جہان پر

پاؤن تجھے ایک رب کو گنوا کر
خاک مین جاؤن سب کو ملا کر

تمت بالخیر
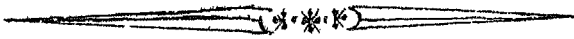
اشتہار

سفرنامۂ روم و مصر و شام

مؤلفہ شمس العلماء مولانا شبلی (طبع دوم)

اس سفرنامہ مین مولانا موصوف نے اپنے سفر قسطنطنیہ کا حال نہایت دلچسپ پیرایہ مین لکھا ہے سلطنت عثمانیہ کے جو دلچسپ حالات اس سے معلوم ہوتے ہین وہ کسی اور کتاب سے معلوم نہین ہو سکتے۔ نہایت کوشش سے ایک نقشہ قسطنطنیہ کا چھپا ہوا بہم پہونچا کر سلطنت عثمانیہ کا پورا نقشہ اور حضرت سلطان المعظم اور غازی عثمان پاشا کی تصاویر اوس مین زیادہ کی گئی ہین

قیمت مع نقشہ و تصاویر بلا جلد .... عہ ر } محصولڈاک ذمہ خریدار

ایضاً مع جلد .... ۱۲ عہ ر

جن صاحبون نے اسکا پہلا اڈیشن خریدا ہے۔ اگر وہ نقشہ و تصاویر خریدنا چاہین تو ۲؍ بھیجکر طلب کر سکتے ہین۔

نساء المسلمین

یہ کتاب ایک عالی خاندان ترکی لیڈی (بیگم) کی تصنیف ہی اوسنے ناول کے طرز پر کل اون اعتراضات کے جواب دئیے ہین جو مسلمان عورتونکے متعلق کئیے جاتے ہین یہ کتاب اصل مین ترکی زبان مین تصنیف ہوئی اور بہت جلد عربی۔ انگریزی۔ فرنچ مین ترجمہ ہوکر شایع ہوئی۔ نہایت دلچسپ و قابل دید ہے۔ اب مطبع ہذا نے اردو مین ترجمہ کرا کے طبع کیا ہی قیمت حصۂ اول ۸ر حصہ دوم (زیر طبع) — المشتہر سید احمد مالک مطبع محمڈن پریس علیگڈہ